علماء اور ہتھیار

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی جماعت میں سے ہیں اور اس کے دین کے مددگار اور اس کا لشکر ہیں، وہ لشکری جو اپنے کو خطرہ میں ڈالنے کے لیے تیار نہ ہو وہ لشکری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے دین کی مدد کے لیے جہاد و جد و جہد کا حکم دیا ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ عالم کا ہتھیار اس کا علم اور اس کی زبان ہے جیسا کہ بادشاہ کا ہتھیار اُس کی تلوار اور تیر و سناں ہے۔

تو جس طرح بادشاہوں کے لیے اپنے ہتھیاروں کو نیام میں رکھنا جائز نہیں اسی طرح علماء کے لیے اہل زیغ و ضلال اور مبتدعین سے اپنی زبان کو بند کرنا جائز نہیں۔

شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب گرامی
ملک اشرف کے نام

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَۃَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ ارشاد فرماتے تھے، کہ مومن اچھے اخلاق کے ذریعہ مسلسل روزہ رکھنے والے عابد کا درجہ پا لیتا ہے۔

اس حدیث میں حُسنِ اخلاق کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے مخاطب کرکے فرمایا۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃ نون آیت) کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو اچھے اخلاق کے ساتھ پیدا فرمایا۔

اور ایک حدیث میں آپ نے اپنے متعلق خود ارشاد فرمایا کہ "میں دنیا میں اچھے اخلاق کی تکمیل کرنے آیا ہوں"۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ "لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو"۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام سے نیکی و گناہ کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نیکی حُسنِ اخلاق کا نام ہے اور گناہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو چیز دل میں کانٹے کی طرح چبھے اور انسان اس چیز کو ناپسند کرے کہ لوگ اس سے مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

امام ترمذی نے ایک صحیح و حسن حدیث روایت کی جس کے راوی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس میں ہے کہ قیامت کے دن میزان و ترازو کے اندر حسنِ اخلاق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔

اسی طرح بخاری و مسلم کی مشترکہ روایت کا ایک ٹکڑا ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک صحیح و حسن حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان میں اکثریت کس قسم کے لوگوں کی ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا۔ تَقْوَی اللہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور اچھے اخلاق کے مالک بکثرت جنت میں داخل ہوں گے۔

اسی طرح امام موصوف نے صحابی مذکور سے ایک اور روایت نقل کی جس میں ہے کہ مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے کامل ترین وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس کا ایک ٹکڑا ہے کہ جنت میں انتہائی بلندی پر وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

(باقی ۱۷ پر)

جلد ۲۵ ✽ شمارہ ۳۱

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ ✽ یکم فروری ۸۰ء

• رئیس الادارہ

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مدیر منتظم : میاں محمد اجمل قادری

مدیر : محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ ۶۰/۰۰ روپے ، ششماہی ۳۰/۰۰ روپے
	سہ ماہی ۱۵/۰۰ روپے - فی پرچہ ۱/۰۰ روپے

تعمیرِ فکر

وقت کی اہم ترین ضرورت

ہمارے پڑوس میں جو صورتِ حال پیدا ہو چکی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ تشویش و اضطراب نے پوری قوم کو لپیٹ میں لے لیا ہے اور وطن کی سرزمین اِدھر اُدھر سے آنے والے "مہمانوں" کا روزانہ خیر مقدم کر رہی ہے، یہ آمد و رفت اس صورتِ حال سے نمٹنے کی خاطر ہو رہی ہے جس کا ہمارا پڑوس شکار ہے۔

حالات کے پیشِ نظر جہاد کا نعرہ بلند ہو رہا ہے اور اس کے لیے بھاگ دوڑ اور مشورے جاری ہیں۔ جہاد ایک مقدس اسلامی فریضہ ہے جس پر یورپ اور اس کے بگے بندھے معترض رہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک جہاد وحشت و بربریت کا نام ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ جہاد سے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ارشاداتِ نبوّت نیز سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء و خدّام کا طرزِ عمل بالکل واضح ہے۔ یہ تفصیلات جہاد کا ایسا تصوّر پیش کرتی ہیں۔ جن میں ظلم و جور کا شائبہ تک نہیں بلکہ اصل مقصد قیامِ عدل اور ظلم و جور کی بیخ کنی ہے لیکن اسلام دشمنی میں اندھے یورپ کو بہرحال اعتراض کرنا ہے اور پوری ڈھٹائی سے! اے کاش! کہ اسے اپنے مذموم مقاصد کی خاطر لڑی جانے والی جنگیں یاد ہوتیں جن کا سلسلہ صدیوں پر پھیلا ہوا ہے اور جن کے دوران انسانیت کی اس قدر تذلیل کی گئی کہ الامان۔ دور جائیے بغیر پہلی اور دوسری جنگ عظیم جو اس صدی میں لڑی گئیں ان کی ہولناکیوں کا تصوّر کر لیجئے اور پھر ویت نام وغیرہ میں سفید فام اقوام کے طرزِ عمل کا جائزہ لیجئے تو اسلام کے دینِ رحمت ہونے کے دعویٰ کی

سچائی واضح ہو جائے گی۔

بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان سنّتِ جہاد کو ترک کر چکے ہیں اور جو قوم سنّتِ جہاد کو ترک کر دیتی ہے اسے بے پناہ مصائب سے دو چار ہونا پڑتا ہے ۔ وقت کی ضرورت اس سنّت کا احیا ہے لیکن اس سے پہلے اپنی صفوں کی درستگی ضروری ہے۔ فکری انتشار انسانی صفوں میں ابتری پھیلانے کا باعث ہوتا ہے اور غالباً یہ لعنت و مصیبت ہمارے یہاں سب سے زیادہ ہے ایسے افراد اور لٹریچر کی کمی نہیں جو مستقلاً اسلام کے نظریہ جہاد کے خلاف ہے۔

محمّد عربی صلوات اللہ و سلامہ علیہ سے اپنی عقیدت و محبّت کا تعلق توڑ کر "چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال" کی تبلیغ و تشہیر عام ہے اور اس ذوق کے افراد ذمہ داریوں کو سنبھالے ہوئے ہوں تو پھر نظام کا تلپٹ ہونا لابدی ہے۔ اس قسم کے لٹریچر کا تلف کرنا اور اس قسم کے افراد سے گلو خلاصی ازحد ضروری ہے۔

فکری انتشار کی ایک شکل وہ بھی ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے لوازمات و خصوصیات کو کسی دوسری ذات کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور پھر اس کی باقاعدہ تبلیغ و تشہیر ہوتی ہے۔ اس شکل میں بھی یہی ہوتا ہے کہ امام الانبیاء جو انسانیت کے قائد و امام ہیں ان کی قیادت و امامت کا قرآنی و ایمانی تصوّر متزلزل ہو جاتا ہے اور معاشرہ بحث و جدال کا مرکز بن جاتا ہے۔ فکری انتشار کی ایک شکل فرمودات نبوّت پر ملّت کے اعتماد و یقین کو متزلزل کرنے کی کوشش ہے۔ اس شکل میں نہ صرف جہاد بلکہ تمام دوسرے فرائض دینی سے متعلق بھی تشریحی و تشریعی سرمایہ بدگمانی کا شکار ہو کر اپنی اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔

اسی طرح ایک شکل اس جماعت مقدسہ پر جرح و تنقید کی ہے جس کو قائد انسانیت مفخر موجودات علیہ السلام نے ایمان و یقین کے لیے معیار قرار دیا، یہ اور اس قسم کی جتنی بھی شکلیں ہیں ان سے ملّت کی اجتماعیت درہم برہم ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق ہوا اکھڑ جاتی ہے اور اس قسم کی انسانی جماعتیں دشمن کی نظر میں حقیر و ذلیل متصوّر ہو کر رہ جاتی ہیں اور پھر ان کو شکار کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ رب قادر و توانا کی بارگاہ میں عرض پرواز ہو کر ایک خالص فکری اور نظریاتی مملکت حاصل کرنے کے بعد اس میں انتشار ذہنی کی یہ اور دوسری تمامتر شکلیں انتہائی ہولناک ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا کر بڑے ہی ذمہ دار قسم کے لوگ یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ یہاں اسلامی نظریۂ حیات کا نفاذ کسی کا مقصد ہی نہ تھا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جن ہزاروں خاندانوں نے اس زندہ جاوید نظریہ کی خاطر اپنا سب کچھ تج دیا، اس قسم کی بے ہنگم آوازیں ان کے قلب و جگر کو چھلنی نہیں کریں گی؟ اور وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوں گے؟

خداوندانِ اختیار پر لازم ہے کہ وہ اس قوم کی سوچ کا زاویہ درست کریں، منزلِ مقصود واضح کریں اور ہر وہ قلمی و زبانی کاوش جو فکری گمرہی و انتشار کا باعث ہو اس کی پوری طرح حوصلہ شکنی ہی نہ کریں بلکہ قانون و آئین کی روشنی میں انتہائی اقدام کے ذریعہ ایسی کاوشوں کو بالکلیہ دبا دیں جب قوم کی سوچ کا زاویہ درست ہو جائے گا تو اس کے اندر زندگی کی نئی حرارت پیدا ہوگی اور وہ اس خداداد حرارت کے بل بوتے پر کسی بھی خطرے کا مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوگی۔ بصورتِ دیگر تمام اعلانات ایک سراب ثابت ہوں گے اور

(باقی ۱۴ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

نبیِ رؤف و رحیم

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم ○

اما بعد : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ . . . . وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ (صدق اللہ العظیم)

سورۃ توبہ کی آخری دو آئتیں (۱۲۸-۱۲۹) آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں۔ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کا ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

"البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے ۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے ۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے ، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے مختصر ترین حواشی میں جو "دریا بکوزہ" کی مثال رکھتے ہیں اور جنہیں ہر مکتب فکر کے علماء نے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا ان میں ان آیات کے متعلق لکھا ہے :۔

"اے انسانو! (خطاب عام ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر و منافقین) تم سید المرسلین ، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے کیوں جی چراتے ہو ؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تم پر رحمت اور برکت نازل ہو ، تمہاری تکلیف سے ان کو صدمہ ہوتا ہے ۔ وہ تو فقط تمہاری بھلائی پر حریص ہیں ۔ لہٰذا تم ان کا کہا مانو گے تو اپنا بھلا کرو گے اگر اتنے صاف اعلان کے بعد بھی یہ لوگ مخالفت سے باز نہ آئیں تو انہیں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ میرا حامی و مددگار کافی ہے ۔ میرا اسی پر بھروسہ ہے (پھر دیکھ لینا کہ کون کامیاب ہوتا ہے) اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے ۔ (ص ۳۲۹)

سلسلۂ نبوّت

حضرات محترم ! آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کی صلاح و فلاح کی خاطر ان گنت انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے۔ جن کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔ آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کی کوئی گنجائش نہیں ۔ اس قسم کا دعویٰ کرنا یا سوچنا یا ایسے مدعی سے دلیل مانگنا بھی کفر ہے۔

انبیاء علیہم السلام دنیا میں بشیر و نذیر بن کر آئے ہیں یعنی وہ اہل خیر و صلاح کو جنت و کامیابی اور اللہ تعالیٰ

کی رضا کی خوشخبری سناتے اور اہل فسق و فجور کو دوزخ اور اللہ کے غضب سے ڈراتے ہیں۔ وہ خیر و شر کی راہیں انسانوں کو بڑی وضاحت سے بتلاتے ہیں اور اس معاملہ میں کسی قسم کا جھول باقی نہیں رہنے دیتے۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم بھی اپنے بھائیوں کی طرح نذیر و بشیر بن کر دنیا میں آئے۔ آپ نے بھی وہی کام کئے جو آپؐ کے بھائیوں نے کئے تھے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آپ سے پہلے حضرات قوموں قبیلوں اور علاقوں کے نبی تھے۔ آپ پوری نسل انسانی کے ہادی و مرشد اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے رہنما ہیں۔

قرآن اور رسالت مآبؐ

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو بشیر و نذیر کے ناموں سے ذکر فرمایا وہاں رحمۃ للعالمین، مزمل، مدثر، رؤف، رحیم اور ان جیسے اَن گنت ناموں سے یاد فرمایا۔ قرآن میں آپ کو حق و صداقت کا نور کہا گیا۔ اس نے بتلایا کہ آپ کا ذکر پہلی کتابوں (توریت، انجیل) میں بھی تھا۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علمبردار۔ دنیا کی پاکیزہ چیزوں کی حلت کا اعلان فرمانے والے ناپاک چیزوں کو حرام بتانے والے

اور ان بوجھ اور جکڑبندیوں سے آزادی کا مسرت زا نغمہ سنانے والے ہیں جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں بنا لی تھیں۔ (الاعراف)

ایک جگہ قرآن حکیم میں آپؐ کے متعلق فرمایا کہ آپؐ اللہ کے قانونِ فطرت کی وضاحت و تبیین (کھول کھول کر بیان کرنا) فرمانے والے ہیں (نحل)

الغرض قرآن جا بجا آپؐ سے متعلق ذکر کرتا ہے اور لوگوں کو جا بجا آپ کی بتلائی ہوئی راہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ نے اپنے ساتھ آپؐ کی اطاعت کا لوگوں کو حکم دیا۔ (النساء) آپؐ کے فیصلوں کو تسلیم کرنا ایمان کی خاطر ضروری قرار دیا (النساء) آپ کے ارشادات کی تعمیل ضروری بتلائی (الحشر) اور قرآن نے کہا کہ نبی کی آمد کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی بتلائی ہوئی راہ پر عمل پیرا ہوں۔ آپ چونکہ آخری نبی ہیں اس لیے آپ کی راہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لیے بہترین اسوۂ رسول قرار پائی۔ (الاحزاب)

آپ کی دنیا میں تشریف آوری

اور دنیا کے حالات آج سے ساڑھے چودہ سو بلکہ اس سے بھی کچھ سال زائد ہونے ہیں جب آپ دنیا میں تشریف لائے۔ جاننے والے

جانتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت ام القریٰ (مکہ معظمہ) میں قریش کی معزز ترین شاخ بنو ہاشم کے ایک ایسے فرد کے یہاں ہوئی جو چند ماہ پہلے اس جہان رنگ و بو سے منہ موڑ چکا تھا۔ اس وقت دنیا کے جو حالات تھے وہ کسی پڑھے لکھے پر مخفی نہیں بالخصوص آپؐ کی جنم بھومی کے حالات انتہائی پراگندہ اور پریشان کن تھے۔ سچے اور صحیح عقائد سے آپ کی قوم محروم تھی۔ اعمالِ خیر کا تصور ہی نہ تھا۔ اخلاق گراوٹ ان کی زندگی کا لازمہ تھا اور وہ ہر برائی کو بڑے دھڑلے سے کرتے تھے۔ قدرت مہربان ہوئی تو اس نے اس رؤف و رحیم کو دنیا میں بھیجا۔ اور اسے وہ آئینی تربیت نصیب فرمائی جس کے سامنے کسی کا چراغ نہ جل سکا۔ لوگوں نے حق و صداقت کے اس چراغ کو بجھانا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ (توبہ۔ فتح۔ صف)

حق کا نور پھیلتا گیا اور کوئی مخالفت اس کا راستہ نہ روک سکی۔ مختلف طریقوں سے آپؐ کو ستانے کے بعد اجتماعی طور پر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی لیکن رحم مادر میں بچہ کی نگہداشت کرنے والے خدا

نے آپ کو دشمنوں کی تدابیر سے بچا کر مدینہ طیبہ پہنچا دیا جہاں آپ کے ایک دوسرے دشمن نے مختلف ذرائع سے آپ کا کام تمام کرنا چاہا لیکن آپ اپنے فرائض میں منہمک رہے تاآنکہ آپ فلاح و کامیابی اور سعادت و مراد کی منزل پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سازش سے بچایا اور اپنی ان گنت نعمتوں کی آپ پر تکمیل فرما دی۔ کامل و مکمل دین آپ کو بخش کر دنیا سے واپس بلا لیا اور آپ ہزارہا قدسیوں کی جماعت دنیا میں چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

سفرِ حیات

آپؐ دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن آپؐ کا پیغام سرمدی زندہ و تابندہ تھا اور ہے۔ خود آپؐ کے الفاظ میں اہل صدق و صفا کی ایک جماعت کا وجود دنیا میں ضروری قرار پایا — یہی جماعت ہر دور میں دینی سچائیوں کی مظہر قرار پائی۔ مختلف مواقع پر بدعا و ظلمات کی آندھیاں چلیں۔ جنہوں نے مشعلِ ہدایت کو گل کرنا چاہا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جس خدائے علیم و خبیر نے اپنی سطوت قاہرہ سے ابراہیم و موسیٰ اور عیسیٰ و محمدؐ علیہم السلام کو اپنے اپنے دور میں زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا اسی نے اپنے آخری نبی کی امّت کے صلحاء و علماء اور اہل دانش و بینش کی امداد کی۔ یہ ارباب صدق و صفا مادی طور پر کچھ نہ رکھنے کے باوجود زندہ و تابندہ رہے اور اہل زیغ کی دسیسہ کاریاں اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔

دورِ حاضر

بدی اور شر کے اعتبار سے یہ دور شاید سب سے زیادہ حیران کن اور پریشان کن ہے اس لئے کہ اب طاغوت پوری طرح سرکش ہو چکا ہے۔ مادیت اپنے کناروں سے اچھل اچھل کر باہر آ رہی ہے اہل اسلام نے میدان و غار میں تو کامیابی حاصل کر لی لیکن دشمن اس کے اخلاق و فکر پر حملہ آور ہے۔

ابلیس نے حسب وعدہ انسانیت پر بھرپور حملہ کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے خود مسلمان زبردست کش مکش کا شکار ہیں۔ دورِ قدیم کے فتنے اپنا وقت پورا کر چکے لیکن اب دورِ جدید کے فتنے منہ کھولے نورِ ایمانی کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ شرک و ظلمت کی رسیا طبیعتوں نے نئے نئے بت تراش لیے ہیں۔ فساد فی الارض کا کاروبار زوروں پر ہے۔ بغاوت و سرکشی کے نئے نئے انداز اپنائے جا رہے ہیں اللہ کی پیدا کردہ جبین اس کے آستانے پر جھکنے کے لیے طیار نہیں سرمایہ دار کی خرمستیاں اور اجتماعی سرمایہ کاری کی بدمستیاں انسان کو کفر و ضلالت کی وادی میں غرق کرنا چاہتی ہیں لیکن اس دور میں اللہ کے کچھ بندے اپنے نبی کی تعلیم کے مطابق حق کے لیے کوشاں ہیں۔ اخلاق نبوت کا پرتو حاصل کرنے والے بندگانِ خدا اپنے رؤف و رحیم آقا کی طرح اپنے ہی بھائی بندوں کی گمراہانہ روش پر رنج و پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں ان کے سینے انسانیت کا درد لیے ہوتے ہیں اور انہیں حرص ہے تو صرف اس بات کی کہ خدا کی مخلوق آپس کے جھگڑوں سے نجات پا لے۔ بدعات و محدثات سے کنارہ کش ہو جائے۔ عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار میں سچے نبی کے پیرو ہو جاؤ۔

حضرات محترم!

بقول حضرت لاہوریؒ سچا مسلمان وہ ہے جو اپنے رب کو عبادت و بندگی سے اپنے نبی کو اطاعت و فرمانبرداری سے اور مسلمانوں کو خدمت و غمگساری سے راضی کرتا ہے۔

آج یصبح مومناً و یمسی کافراً کا دور ہے یعنی صبح مسلمان تو شام کافر، شام مسلمان تو صبح کافر۔ اس ہیجان خیز دور میں محمد کریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی زندگی ہی حالات کا رُخ موڑ سکتی ہے۔ آج جبکہ آپ کی ولادت باسعادت کی گھڑیاں قریب ہیں اور ہر قلب مومن ایک قسم کی خوشی و مسرت محسوس کر رہا ہے تو اصل فرض کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔

ظلمت کدۂ دہر میں انسانیت کا بدر کامل جو افق عالم پر چمکا تو اس پر خوشی کون نہیں منائے گا لیکن خوشی اس انداز سے منائیں کہ کہ سرکار مدینہ اس سے خوش ہوں اور اگر خوشیوں کے وہ انداز ہوئے جو آپ کی ناراضی کا باعث ہوئے تو پھر دنیا کے ساتھ عقبیٰ بھی برباد ہوگی۔

خوشی و مسرت کا وہ انداز جو ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکا ہے قرآن و سنت کے ایمانی سوتوں سے ان کا سراغ نہیں ملتا ایک دو نہیں کئی کئی نمازیں ضائع کر کے مال و دولت کو بے دریغ اور بے مقصد خرچ کر کے سرکار دو عالم کی ولادت کی خوشی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

گم کردہ راہ انسانیت کے ایمان و یقین کی فکر، اعمال صالحہ کا انقلاب، اخلاق و کردار کی بلندی اور ہر قسم کے باطل نظاموں کا جوا گلے سے اتار کر "محمدی زندگی" کو اپنانا ہی اصل خوشی ہے کہ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ جو ہمارے دلوں کے مالک اور مقلب القلوب ہیں وہ ہمارے دلوں کو اس طرح بدل دیں کہ ہم اپنے سچے نبی کا جشن ولادت اس طرح منا سکیں، کہ ہماری زندگیاں حضورؐ کی زندگی کا عکس بن جائیں۔ ورنہ تمامتر کھیل بوالہوسی ہے جس کا نتیجہ خسر الدنیا والآخرہ ہوگا۔

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

بقیہ: مجلس ذکر

کی آگ حرام ہے۔ گناہ انسان سے ہو ہی جاتا ہے لیکن جو گناہ کر کے توبہ کر لیتے ہیں انہیں ندامت ہوتی ہے اور وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے انہیں اللہ کے نبیؐ نے "اچھے بندوں" سے تعبیر فرمایا۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر سبھی لوگ گناہ چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور معافی مانگیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان غفاری کا ظہور اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اللہ کی شان غفاری پر غرہ کر کے گناہوں پر جری ہو جائے۔ ایسا آدمی اللہ کی بارگاہ میں انتہائی بےشرم تصور کیا جاتا ہے گناہوں پر جرأت ازحد ظلم ہے ہاں ہو جائے تو جتنی جلدی ہو توبہ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ موت کا وقت معلوم نہیں کب آ جائے۔ اور اگر خدانخواستہ بغیر توبہ کوئی دنیا سے چلا گیا تو اس کا ازحد نقصان ہوگا۔

ہم لوگ یہاں ذکر و فکر کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے گناہوں کے ازالہ کی فکر کریں اور اللہ کو راضی کریں اس کا وہ طریقہ جو قرآن و سنت نے بتلایا ہے وہ توبہ ہے لیکن سچی توبہ نہ کہ رسمی!

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے۔

ماہانہ مجلس ذکر

حسب سابق حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں ۲۳ فروری ۸۵ء کو بعد نماز مغرب مجلس ذکر کرائیں گے دعوت عام ہے۔

دو ہفتے

امام بخاریؒ، بابر اور احمد دانش کے دیس میں

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کے برادر زادے، محترم ضیاالحسن فاروقی صاحب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کی آرزوؤں کے مطابق قائم کردہ جامعہ ملیہ کالج دہلی کے پرنسپل اور قائم مقام شیخ الجامعہ ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ "اسلام اینڈ دی ماڈرن ایج" اور اردو رسالہ "جامعہ" کے مدیر ہیں۔ اسی حیثیت میں انہوں نے روس کی مسلم ریاستوں کے حالیہ سفر کی داستان لکھی ہے جو جامعہ ملیہ دہلی کے ترجمان "جامعہ" کی دو اشاعتوں ستمبر، اکتوبر ۷۹ء میں شائع ہوئی تھی، یہ دلچسپ سفرنامہ محترم پروفیسر سرور صاحب کے شکریہ سے ہم نقل کر رہے ہیں کہ اسمیں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی کہانی کے ساتھ ساتھ درخشاں مستقبل کی جھلک بھی موجود ہے" ——— ادارہ

ایک عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ وسط ایشیا کی سوویٹ جمہوریتوں کے ان شہروں اور قصبوں کو دیکھوں اور ان مسلمانوں سے ملوں جن سے صدیوں سے ہمارا مذہبی اور تہذیبی رشتہ رہا ہے، اس آرزو میں ایک ذاتی عنصر یہ شامل تھا کہ میرے والد مرحوم خاندانی شجرہ کی بنیاد پر مجھے اور میرے بھائیوں کو یہ بتاتے رہتے تھے کہ ہمارا خاندان کئی سو برس پہلے بخارا سے صحراؤں اور وادیوں کو طے کرتا ہوا پہاڑی دروں سے گذر کر ہندوستان آیا تھا اور پھر یہیں بس گیا تھا، پھر بچپن ہی سے تاریخ کی کتابوں کے مطالعے سے وسط ایشیا میں مسلمانوں کا ورود، اسلامی فتوحات، اس کے سلاطین و امرا اور اس کے شہزادے اور فوجی مہم جو میری توجہ اور دلچسپی کا مرکز بن گئے، شعور کچھ پختہ ہوا تو اس علاقے سے اٹھنے والے علماء، صلحاء، صوفیا، شعراء نے اور یہاں کے موسیقاروں، مصوروں، فنکاروں، معماروں، سے تعلق پیدا ہو گیا، اس طرح گویا اس علاقہ سے تعلق محض مذہبی و تہذیبی نہیں بلکہ کچھ ذاتی اور جذباتی بھی رہا ہے، اس لئے جب مجھے "اسلام اینڈ دی موڈرن ایج" کے مدیر کی حیثیت سے تاشقند سے شائع ہونے والے مشہور رسالے "مسلمز آف دی سوویٹ ایسٹ" کی دسویں سالگرہ کی تقریبات میں شرکت کے لئے دعوت نامہ ملا، تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں نے سفر کی تیاری شروع کر دی، تقریبات ۲۳ جولائی ۷۹ء سے شروع تھیں، لیکن چونکہ دہلی سے تاشقند تک ہوائی جہاز کا سفر صرف ہفتہ میں ایک بار کیا جا سکتا ہے اس لئے مجھے ۲۰ جون کی فلائٹ سے جانا پڑا، دہلی سے تاشقند کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں ۹ بجے ایروفلوٹ جہاز اڑا اور تاشقند کے وقت کے مطابق ایک بجے سے پہلے ہی جہاز وہاں پہنچ گیا وہاں لوگوں کو میری آمد کی اطلاع تھی، اس لئے ہوائی اڈے پر ازبکستان کے مذہبی بورڈ کے اہم لوگ مثلاً ڈاکٹر عبد الغنی عبد اللہ، ڈاکٹر یوسف شاکر اور جناب میر محمود شرف الدین وغیرہ موجود تھے، انہوں نے میرا خیر مقدم کیا اور مجھے لیکر ہوٹل ازبکستان پہنچے جہاں تمام مہمانوں کے قیام کا انتظام تھا، یہ اٹھارہ منزلہ

خوبصورت ہوٹل ابھی چند سال پہلے بن کر تیار ہوا ہے اور ایک طرح شہر کے قلب میں اس باغ کے بالکل سامنے واقع ہے جہاں کارل مارکس کا ایک جیتا جاگتا اسٹیچو نصب ہے، میں نے دنیا کی کافی سیر کی ہے ایسے بولتے ہوئے اسٹیچو میں نے کم ہی دیکھے ہیں، ہوٹل پہنچ کر نصف گھنٹے کے بعد میں نے میزبانوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا اور ظہر کی نماز پڑھ کر آرام کیلئے لیٹ گیا پھر عصر کے لئے تھوڑا ہی وقت باقی رہا تھا کہ آنکھ کھلی عصر کی نماز کے بعد تلاوت کلام پاک کی اور پھر مغرب کی نماز کے بعد کمرے سے نیچے لاؤنج میں آیا، وہاں اخبارات پر سرسری نظر ڈالی اور ہوٹل کے باہر آ گیا، تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ دو لڑکیاں اور تین چار لڑکے میرے پاس آئے میں نے چونکہ شیروانی پہن رکھی تھی ایک لڑکی نے جو انگریزی جانتی تھی، مجھ سے پوچھا آپ پاکستانی ہیں میں نے کہا نہیں میں ہندوستانی ہوں اور دہلی سے آیا ہوں، پھر اس نے کہا کہ آپ تو مسلمان معلوم ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ نے کیسے سمجھا کہ میں مسلمان ہوں، کہا داڑھی سے، میں نے کہا کہ آج کل تو داڑھیوں کا عام رواج ہے بہت سے غیر مسلم بھی داڑھی رکھتے ہیں، جواب میں وہ بولی کہ نہیں، آپ کی داڑھی مسلمانوں جیسی ہے میں نے کہا آپ نے صحیح اندازہ لگایا، میں نے پوچھا کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیا کرتے ہیں اس نے بتایا کہ ہم سب یونیورسٹی کے طالب علم ہیں اور ہم میں سے دو غیر ملکی زبانیں سیکھ رہے ہیں، میں انگریزی پڑھ رہی ہوں، میں نے خوشی کا اظہار کیا، میں نے رخصت ہو کر آگے بڑھنا چاہا لیکن اس لڑکی نے جس کا نام فاطمہ تھا، کہا اگر آپ کچھ خیال نہ کریں تو ہمیں قرآن کی چند آیتیں سنائیے اس سوال پر میں چونکا، لیکن سنبھل کر میں نے سورۃ اخلاص پڑھی پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو کچھ قرآن یاد ہے، اچھا سورۃ فاتحہ سنائیے اس نے سورۃ فاتحہ صحیح صحیح پڑھ دی" پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو نماز آتی ہے، جواب ملا کہ ہاں نماز آتی ہے"

اور میں پابندی کے ساتھ تو نہیں مگر کبھی کبھی نماز پڑھتی ہوں، لیکن رمضان میں روزے پورے رکھتی ہوں، اور نماز بھی پڑھتی ہوں، میں نے آخری سوال یہ کیا کہ آپ کو قرآن کس نے پڑھایا جواب ملا کہ میری والدہ نے جو بڑی مذہبی ہیں"

یہ تھا تاشقند میں پہلا مسرت بخش تجربہ جس کی حلاوت میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا بمشکل سات آٹھ منٹ لگے ہوں گے اس گفتگو میں، میں فٹ پاتھ پر آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا سنا تھا اور کیسا پایا، نئی ازبک نسل کی اس خوبصورت لڑکی کو جو یونیورسٹی کی طالبہ ہے اپنے مذہب سے کیسا گہرا تعلق ہے اور ایک پردیسی و اجنبی مسلمان سے مل کر اسے کیسی خوشی ہوئی ہے یہ سب کیا ہے کیسے ہے، کیوں ہے، یہ تو ایک دلآویز خواب ہے یا ایسی حقیقت جس کا سامنا کرنے کیلئے میں ذہنی طور پر بالکل تیار نہ تھا، بس اچانک بجلی کے کوند کی طرح یہ حقیقت سامنے آ گئی، اللہ تیری قدرت بڑی ہے اور سچ ہے تو ہی اپنے دین کا محافظ ہے،

سیر کے بعد لوٹا تو ہوٹل کے کمرے کی میز پر کئی قسم کے پھلوں سے بھری ایک بڑی پلیٹ دیکھی، ایک دوسری پلیٹ میں کئی روٹیاں تھیں، یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے میں تیرا کوئی خاص بندہ نہیں جس کے لئے آسمان سے من وسلویٰ اترے ذہن ہوٹل والوں کی طرف گیا کہ شاید یہاں کی یہ رسم ہو، تھوڑی دیر بعد شرف الدین صاحب آ گئے میں نے پوچھا یہ سب کیسے اور کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا ہماری طرف سے مہمانوں کی تواضع کے طور پر اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں ہم نے اپنا آفس بنا لیا ہے تاکہ ہم قریب رہیں اور مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، انہوں نے اپنا کمرہ نمبر اور ٹیلیفون نمبر دیا، وہ اپنے ساتھ سگریٹ لائے تھے وہ میرے حوالے کی اور کہا کہ رات کے کھانے کی تیاری کیجئے میں ابھی تھوڑی دیر میں آؤں گا یہ شرف الدین صاحب بخارا اور تاشقند کے مدرسوں سے فراغت کے بعد اب دمشق یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعۃ میں زیر تعلیم ہیں، اردو خوب جانتے ہیں دو تین بار ہندوستان آ چکے ہیں پچھلی مرتبہ ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بین الاقوامی اجلاس میں شرکت کے لئے آئے تھے، ہندوستانی مسلمانوں کے دینی و تعلیمی اداروں سے خوب واقف ہیں خندہ جبیں، حسین اور متواضع ازبک ہیں، بظاہر اپ ٹو ڈیٹ، لیکن رکھ رکھاؤ اور آداب میں مشرقیت کے اچھے نمائندے ان کی وجہ سے مجھے یہ آسانی رہی کہ وسط ایشیا کے مسلمانوں سے متعلق نجی گفتگوؤں میں مجھے جو معلومات حاصل ہوئیں وہ شاید کسی اور طرح سے حاصل نہ ہو سکتیں۔"

کوئی نصف گھنٹے کے بعد انہوں نے دق الباب
کیا، میں تیار تھا، ان کے ساتھ ہوٹل کے
وسیع و عریض ڈائننگ ہال میں پہنچا، کھانا
شروع ہوا اور دیر تک چلتا رہا، ڈائننگ
ہال کا ایک گوشہ ڈانس کرنے والوں کیلئے
مخصوص تھا، وہاں مغربی موسیقی کی مختلف
دھنیں سننے میں آتی تھیں جن پر ڈانس کرنے
والے وہ دسیوں جوڑے جو ٹورسٹ تھے اور
جن میں بیشتر مغربی ممالک سے آئے تھے موسیقی
و رقص کے ساتھ اپنی خوشی و سرمستی کا اظہار
کرتے تھے، کھانے میں دو خاص چیزیں تھیں
شوربہ ایک بڑے پیالے میں جسے یہاں کاسہ
کہا جاتا ہے، اور سیخ کباب، کھانا لذیذ تھا، سرخ
مرچوں کا یہاں استعمال نہیں اور مسالے بھی
بہت ہی کم، کھانے کے دوران ازبک معاشرہ
سے متعلق گفتگو جاری رہی، اور کھانے اور
برتنوں کے نام جو سننے میں آئے وہ عموماً
وہی تھے جو ہمارے یہاں ہیں، میں نے
شرف الدین صاحب سے پوچھا کہ یہاں ہوٹل
میں جو خواتین اور لڑکیاں کام کرتی ہیں وہ
مسلمان ہونگی، معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے،
عام طور پر یہاں کے مسلمان اسے پسند نہیں
کرتے کہ ان کے گھر کی عورتیں ہوٹلوں میں
کام کریں، ہوٹلوں میں زیادہ تر روسی عورتیں
کام کرتی ہیں، کھانے کا سلسلہ کوئی ڈیڑھ گھنٹے
تک جاری رہا، پھر میں میزبانوں سے رخصت
ہو کر لاؤنج میں آ گیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ
دو عورتیں (ایک بوڑھی خاتون اور ایک جوان)
اور ایک مرد میرے پاس آئے، بوڑھی خاتون
نے پوچھا آپ مسلمان ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں
۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ یوگوسلاؤ ہیں،،
سیر اوپو کے رہنے والے ہیں یہ لڑکی میری
بہو ہے اور مرد میرا بیٹا، ہم مسلمان ہیں
اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس
ہوٹل میں نماز کس رخ پڑھیں، میں نے
انہیں قبلہ رخ بتایا اور کہا کہ تشریف رکھئے
کچھ باتیں ہو جائیں وہ لوگ بیٹھ گئے اور
یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے متعلق میں
نے پوچھنا شروع کیا، میں نے کہا کہ آپ
لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی، آپ
لوگوں کے لباس اور شکل و صورت سے میں
یہ نہ جان سکتا کہ آپ مسلمان ہیں، لیکن
غالباً میری داڑھی نے جو اگرچہ زیادہ لمبی
نہیں ہے، آپ کو میری طرف متوجہ کیا
اور شاید لباس نے بھی، اس بات میں
ہمارے سوچنے کے لئے بہت کچھ ہے،
انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں
کے متعلق بھی بہت کچھ دریافت کیا اور
کہا کہ سال دو سال بعد ہمارا ارادہ ہندوستان
کی سیر کا ہے انشاء اللہ، میں نے انہیں
بتایا کہ مجھے ترکوں کی تاریخ کے مطالعہ
سے یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے متعلق
کچھ معلومات ہیں، آپ کا شہر تو اس دیس
میں مسلم تہذیب کا مرکز رہا ہے اور وہاں
مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد ہے، وہاں
کی یونیورسٹی میں بھی علوم اسلامیہ کا ایک
شعبہ ہے اور اس کے دم سے یوگوسلاو
میں عربی، فارسی، اور ترکی کتابوں کے مخطوطے
بڑی حد تک محفوظ ہو گئے ہیں، ان کے
لئے یہ نئی بات تھی کہ وہ اس میدان سے
ناآشنا تھے، پھر میں نے صوفی سلسلوں کے
بارے میں پوچھا، معلوم ہوا کہ وہاں قادری
اور نقشبندی سلسلہ مقبول رہا ہے، اور اب
بھی یہ سلسلے سرگرم ہیں، لیکن ظاہر ہے
کہ وہ پہلے جیسی بات نہیں، ہاں یہ بات ضرور
ہے کہ یوگوسلاویہ میں اسلام زندہ ہے اور
وہاں مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے کا احساس
ہے، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہمارے یہاں
میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں، رمضان شریف
میں خاصا اہتمام بھی ہوتا ہے اور عیدین
دو بڑے تہوار ہیں جو جوش و خروش سے منائے
جاتے ہیں گھروں میں تاریخ اسلام کے
واقعات اور بزرگوں کے قصوں اور کارناموں
کا ذکر بھی رہتا ہے ـــــــ ان یوگوسلاؤ
مسلمانوں سے یہ ملاقات مجھے ہمیشہ یاد رہیگی
کہ گفتگو میں خلوص اور اسلامی اخوت کا احساس
صاف نمایاں تھا،

لاؤنج سے اٹھ کر میں اپنے کمرہ میں آیا
جو پانچویں منزل پر تھا، کپڑے تبدیل کئے
نوٹس لئے، انگور کے چند دانے کھائے
پھر وضو کر کے نماز پڑھی خدا کا شکر ادا کیا
اور بستر پر دراز ہو گیا،

" زہے روانی عمرے کہ در سفر گزرد "

نیند گہری آئی لیکن اللہ کا شکر کہ آنکھ حسب
معمول وقت پر کھلی اور سارے معمولات
پورے ہوئے آٹھ بجے ناشتہ ہوا ناشتہ
میں دہی اور بہی کے مربے کی لذت ہمیشہ
یاد رہے گی، دہی اتنا اچھا اور لذیذ اب
تک کہیں کھانے کو نہ ملا تھا، وہی دو گلاسوں
میں تھا، تھوڑا تھوڑا ہی پیا، پھر اس میں
پانی اور برف کے ٹکڑے ملا کر قدرے مربے
کے شیرے کی آمیزش کا لیجئے لذیذ لسی
تیار ہو گئی اب بتایئے کہ ہم اللہ کی نعمتوں کو

کس طرح جھٹلا سکتے ہیں "

کوئی دس بجے (یکم جولائی) ہم اور اسلامک کلچر فورم (ٹوکیو) کے چیف ایڈیٹر ابوبکر موری موتو شرف الدین صاحب کی قیادت میں شہر تاشقند کی سیر کو نکلے، سڑکیں چوڑی ہیں اور ان پر دو رویہ لمبے اور گھنے درختوں کی لمبی قطاریں شہر کے حسن کو دوبالا کرتی ہیں، چوڑی سڑکوں اور شاندار عمارتوں کے سامنے سے گذرتے ہوئے ہم لوگ پہلے سرخ چوک (ریڈ سکوائر) پہنچے یہ چوک نہایت خوبصورت اور بہت بڑا ہے اسے لینن چوک بھی کہتے ہیں، چوک کے وسط میں ایک طرف تقریباً بیس میٹر اونچے چبوترے پر لینن کا چالیس بیالیس فٹ اونچا مجسمہ ہے جسے دیکھ کر مجسمہ ساز کی عظمت کا احساس ہوتا ہے میں اس مجسمے کو دیر تک دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ لینن کے عقائد خواہ کچھ بھی رہے ہوں لیکن تھا وہ بڑا آدمی، ایک لحاظ سے وہ مارکس سے بڑا تھا کہ اس نے سختیاں جھیل کر اور ایثار و قربانی کی مہتم بالشان مثالیں پیش کر کے تاریخ عالم کا ایک عظیم انقلاب برپا کیا اور ایک ایسے علاقے میں برپا کیا جہاں صنعتیں بہت کم تھیں اور مزدور بھی کم تھے اور جہاں مارکس کی پیش گوئی کے مطابق مارکسی انقلاب نہیں ہونا چاہئے تھا، اور یہ انقلاب کامیاب ہو کر دنیا میں ایک نئی طرز کی تہذیب کا جسے سوویٹ تہذیب کہتے ہیں، بانی قرار پایا، اس مجسمے کی طرف بار بار نظر اٹھتی تھی اور اقبال کی وہ نظم یاد آرہی تھی جس کا عنوان لینن (خدا کے حضور میں) ہے خاص طور سے اس نظم کے یہ اشعار زبان پر تھے "

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
کب ڈوبے کا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے منتظر تیری، روز مکافات "

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہیں ہوگا کہ سوویٹ وسط ایشیا میں، میں نے جو کارخانے دیکھے اور مزدوروں کے معاشی و معاشرتی حالات جو معلوم ہوئے، اس سے خدائے قدوس کی قدرت اور عدالت پر میرا یقین اور پختہ ہو گیا، خدا اپنی مشیت کی تکمیل مختلف طریقوں سے کرتا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ وسط ایشیا میں خواہ کارخانوں کے مزدور ہوں یا ریاستی اور اجتماعی فارم کے مزدور ان کے اوقات بہت شیریں اور خوش آئند ہیں، سب جانتے ہیں کہ مکافات عمل کی سنت بروئے کار آئی اور سوویٹ یونین میں افراد کی سرمایہ پرستی کا سفینہ غرق ہو کر رہا،

بقیہ : اداریہ

ہم اسلام نازل کرنے والے کی امداد و نصرت سے محروم ہو کر رہ جائیں گے۔ اور معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کی نصرت سے جو محروم ہو جاتا ہے اس کے کوئی بھی کام نہیں آتا ـــــ رب قدوس دل کی اس آواز کو پورا فرما دے اور ہم زندہ توانا قوم بن کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکیں۔

علوی ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مدیر

علی میاں مدظلہ

دیوبند اور ندوہ کا ایک نامور سپوت

اگلے دن اخبارات میں یہ خبر چھپی کہ ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی جو "علی میاں" کے نام سے مشہور ہیں، کو دینی خدمات کے سلسلہ میں امسال شاہ فیصل ایوارڈ دیا جائیگا"

سعودی عرب کے مرحوم فرمانروا شاہ فیصل کے نام سے منسوب یہ ایوارڈ گذشتہ سال شروع کیا گیا اور امسال یہ انعام ایک ہندی نژاد عالم دین کو ملا، خبر پڑھتے ہی میری نظر مرحوم مولانا عبدالماجد دریاآبادی کی کتاب "معاصرین" پر پڑی جو حال ہی میں مجلس نشریات اسلام کراچی کے مالک و مدیر مولانا فضل ربی نے شائع کی ہے اس کتاب میں مرحوم عبدالماجد صاحب نے ۳۴ بڑوں ۲۹ برابر والوں اور ۸ چھوٹوں کا ذکر کیا ہے اس تیسری فہرست میں دوسرے نمبر پر علی میاں صاحب کا ذکر ہے، عبدالماجد صاحب لکھتے ہیں"

"سن میں مجھ سے کہیں چھوٹے ہیں، لیکن علم و فضل میں، سنجیدگی فکر میں، اخلاص میں، اخلاق و تقویٰ میں، عبادت میں، ریاضت میں، خشیت و طاعت میں، میرے بڑوں میں شامل ہونے کے قابل"

آگے موصوف کے خاندان اور آپ کے والد بزرگوار حکیم سید عبدالحی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ و مصنف نزھۃ الخواطر اور آپکے برادر اکبر ڈاکٹر سید عبدالعلی رحمہا اللہ کا نام لئے بغیر ذکر اور ان دونوں کو "نور علی نور" لکھکر مرحوم عبدالماجد صاحب نے خاندان کے باقی اعزہ کا ذکر کیا اور کہا کہ،

"دوسرے اعزہ بھی اپنی جگہ قابل قدر و قابل فخر — یہ اس تاروں کے جھرمٹ کے درمیان آفتاب"

موصوف کی تعلیم گاہوں کے ذکر میں دیوبند اور ندوہ دونوں کا ذکر کیا گیا اور بات بھی سو فیصد صحیح ہے، ندوہ تو ان کا اپنا تھا کہ والد اور پھر بھائی اس مثالی درسگاہ کے منتظم رہے رہ گیا دیوبند تو وہاں آپ کیسے نہ جاتے، جس دیوبند کی مٹی سے آپکے بزرگ حضرت امیر المومنین السید احمد بریلوی قدس سرہ نے علم کی بو سونگھی تھی، اس مدرسہ میں علی میاں اس وقت پہنچے جب اس کا دار الحدیث حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کے سوز دروں سے آباد تھا، آپ کے بھائی تو حضرت مدنی کے حلقہ ارادت میں داخل تھے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ بڑے مثالی انسان تھے، ان کے صاحبزادے مکرم مولوی محمد الحسنی صاحب جنکا پچھلے دنوں ۴۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا، "الولد سرّ لابیہ" کا مصداق اور اپنے عم بزرگوار کے صحیح معنوں میں دست و بازو تھے، علی میاں صاحب نے دیوبند کی فضاؤں میں شیخ مدنی سے بھرپور استفادہ کیا حضرت کے مکتوبات مرتبہ مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی کی ایک جلد پر موصوف کے قلم سے مقدمہ اور بعض دوسرے مضامین و تقاریر جنمیں سے کئی ایک چھپ چکی ہیں مولانا مدنی سے آپ کی عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہیں، موصوف نے دیوبند کے ایک دوسرے فرزند حضرت الامام مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ سے استفادہ علمی کے ساتھ ساتھ بیعت و ارادت کا تعلق بھی قائم کیا اور حضرت ہی کے حکم سے آپ نے اسم بامسمیٰ بستی دین پور شریف میں حضرت کے شیخ سید المجاہدین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب قدس سرہ کی بھی زیارت کی اور ان سے اکتساب فیض کیا، ان حقائق کا ذکر آپ کی کتاب "پرانے چراغ" کے ایک مضمون میں شامل ہے، یہ کتاب آپ کے مشائخ، اساتذہ اور بعض دوسرے گرامی مرتبت حضرات کے حسین ذکر پر مشتمل ہے اور اسے بھی ہمارے فضل ربی صاحب ندوی نے اپنے ادارہ سے چھاپا ہے موصوف نے سب سے آخر میں حضرت قطب وقت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تعلق قائم کیا اور آپ سے آپ کو خلافت بھی ملی، حضرت کی آپ کے قلم سے سوانح اپنے شیخ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے اس سے قبل امام لاہوری نے بھی آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

علی میاں ہندوستان کی معروف عالم درسگاہ ندوۃ العلماء کے آجکل ناظم ہیں، اور نہ معلوم

اور کیا کیا ہیں"

عبدالماجد صاحب مرحوم نے آپ کی زندگی کے نشیب وفراز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا،

"عربی ادب وانشاء میں تو ہندوستان اور عالم اسلام میں نام پیدا کر لیا ہے، خود اردو شعروادب کا اعلیٰ مذاق رکھے ہوئے، شامی ومصری صحافت پر بھی سیر حاصل نظر کرلی، تقریر وحکایت میں ملکہ روانی تحریر سے بھی زائد...... ندوے کے سے بڑے دارالعلوم کا انتظام بھی کرتے ہیں اور سارے ہندوستان کا دورہ الگ، ابھی یہاں ابھی وہاں، اور مقالات وتصانیف ہیں کہ ساتھ ہی ساتھ کھٹا کھٹ چلی آرہی ہیں، اردو اور عربی کے علاوہ انگریزی میں بھی، بلکہ کسی حد تک ترکی میں بھی ــ زندگی قابل داد بھی اور قابل رشک بھی"

ندوۃ العلماء کی نظامت کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کے صدر، مجلس انتظامی اور مجلس عاملہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رکن، عربی اکیڈمی دمشق، مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، مجلس تاسیس رابطہ عالم اسلامی مکہ معظمہ، مجلس عاملہ موتمر عالم اسلامی بیروت، اور مجلس انتظامی اسلامک سنٹر جنیوا کے رکن"

یہ تو ہے ان اداروں کا ذکر جن سے موصوف کا باقاعدہ کسی نہ کسی طریق سے تعلق ہے باقی مختلف طریقوں سے دوسرے اداروں سے تعلق الگ ہے، لکھنے کا عالم یہ ہے کہ پرانے بزرگوں کی یاد تازہ ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وصحابہ وسلم کی سیرت پر ۱۲ جلدیں معیاری کتاب لکھی۔ دعوت وعزیمت کی تاریخ پر تین جلدیں ضخیم بہترین سرمایہ ہیں جن میں ان رجال کار کا تذکرہ ہے جنھوں نے مختلف اوقات میں امت کی دینی وعلمی اور فکری قیادت کا فرض سرانجام دیا"، اس کے علاوہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش"

انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر"، منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین" دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" تذکرہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، جب ایمان کی بہار آئی (شہدائے بالاکوٹ کے ایمان افروز واقعات) صحبتے بااہل دل، پرانے چراغ، نقوش اقبال، ارکان اربعہ (نماز روزہ حج زکوٰۃ) کاروان مدینہ، (سیرت پر بہترین تقاریر) قادیانیت، تعمیر انسانیت، نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں، پاجا سراغ زندگی، معرکہ ایمان ومادیت، (سورۃ کہف کی تفسیر) مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں (یورپ میں کی گئی تقاریر) حدیث پاکستان (دورہ پاکستان کی تقاریر) عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح (مودودی صاحب کے افکار کا علمی تجزیہ) اسلام ایک تغیر پذیر دنیا میں، حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب امیدوں اور اندیشوں کے درمیان" سیرت سید احمد شہیدؒ ۲ جلد اور سوانح مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، یہ تو وہ کتابیں ہیں جو ان سطور کے راقم کے علم میں ہیں ان میں سے اکثر کتابوں کے ترجمے، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں میں ہو چکے ہیں اور چھپ کر مقبول عام ہو چکے ہیں بلکہ بعض کتابیں اصل میں عربی میں ہیں جنکا اردو ترجمہ ہوا، قاہرہ، بیروت، دمشق، کے علاوہ لکھنؤ سے ایک ایک کتاب کے کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں، پاکستان میں سبھی کتابیں چھپ چکی ہیں، یاد رہے کہ آخری دو کتابوں کو چھوڑ کر باقی سب کتابیں مولانا فضل ربی ندوی نے اپنے ادارہ مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی سے چھاپیں جو موصوف کے عزیز ترین شاگرد اور پاکستان میں آپکی کتابوں کی اشاعت کے باقاعدہ پبلشر ہیں، فضل ربی صاحب کو اچھی کتابوں سے انس ہے یہی وجہ ہے کہ علی میاں صاحب کی کتابوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے بعض اور بڑی اچھی کتابیں چھاپی ہیں اور چھاپ رہے ہیں، مثلاً حدیث کی معروف کتاب ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ جو علی میاں صاحب کی ہمشیرہ محترمہ نے کیا اور یہ قابل تعریف بات ہے کہ علی میاں صاحب جس خاندان کے چشم وچراغ ہیں اسکی عورتیں بھی علم وفضل میں کسی سے پیچھے نہ تھیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی " تاریخ مشائخ چشت" امام ابن تیمیہؒ کی " اسلام اور غیر اسلامی تہذیب محمد اسعد صاحب کی " طوفان سے ساحل تک" مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی " نورانی جہیز" ڈاکٹر آصف کے "مقالات سیرت" سیرت پر بہترین مقالات"، عبدالماجد صاحب کی " آپ بیتی اور معاصرین" مولانا تقی الدین کی " محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے" مولانا منظور نعمانی کی " آپ حج کیسے کریں" وحیدالدین صاحب کی " علم جدید کا چیلنج " کے ساتھ ساتھ علی میاں کی قصص النبیین " پانچ حصے جو عربی زبان میں طالب علموں کی خاطر لکھے گئے اور اسے کاش پاکستان کے ہر مدرسے میں داخل ہوتے، اسی طرح ندوہ میں پڑھائی جانے والی صرف ونحو، اور تمرین کی کتابیں اس اللہ کے ہندسے

ڈ الیں، گویا علی میاں کی صحبت میں جو کام شروع
کیا تو ایک بڑا سرمایہ سامنے آگیا"

ہاں تو صاحب شاہ فیصل ایوارڈ کی خبر پر علی میاں
صاحب کا تذکرہ چل پڑا، اور اس کے ضمن میں
ان کی اور دوسرے مشاہیر کی کتابوں کی بات چل
نکلی جو انہی کے ایک عقیدت کیش کی محنت و کوشش
سے چھپ گئیں ورنہ کتابوں کی دنیا میں کون مغز
ماری کرتا ہے"

علی میاں صاحب کی کتابوں میں سنجیدگی، متانت،
دعوت کا انداز نمایاں ہے اور وہ " از دل خیزد
بر دل ریزد " کے انداز میں لکھتے ہیں، جو لکھتے
ہیں درد دل سے اور اسی وجہ سے قاری متاثر
ہوتا ہے اور ان کی کتابیں بہتوں میں انقلاب
کا ذریعہ بن چکی ہیں، پاکستان میں ان کی کتابوں
کے چھپنے کی خوشی یوں ہے کہ یہاں بر خود غلط
مفکرین کا زور بہت تھا جنکی شوخی تحریر پر
نوجوان مرا چلا جا رہا تھا اب انہیں اندازہ ہوا
کہ اردو کے بادشاہ اور بھی ہیں لیکن وہ ایسے ہیں
جو اپنی زبان و قلم کو اللہ کے دین کے لئے وقف
کئے ہوئے ہیں"

بہر حال یہ انعام مسرت و خوشی کا باعث ہے لیکن
جیسا کہ میں نے خدام الدین کے گذشتہ شمارہ کے
ایک شذرہ میں لکھا کہ دین کے مخلص خادموں
کو اس سے کیا کہ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے یا نہیں
انہیں تو رضائے الٰہی مطلوب ہے اور ہمارے علی
میاں ایسے ہی ہیں کہ اس جیسے انعام ان کے لئے
کوئی حقیقت نہیں رکھتے، تاہم یہ بات تو صحیح
ہے کہ علی میاں صاحب اس قابل تھے کہ انہیں
انعام ملتا سو حق بحق دار کو ملا۔ اللہ میاں انہیں
مبارک کرے اور ان کو اپنے دین کی خدمت
کے لئے صحت اور سلامتی سے تادیر زندہ رکھے

اور یہ وضاحت ضروری ہے کہ علی میاں
صاحب جمعیۃ علمائے ہند کے جنرل سیکرٹری
نہیں جیسا کہ اخبار نے لکھا ہے بلکہ اس کے
صدر حضرت مدنی قدس سرہٗ کے خلف الرشید
مولانا سید اسعد مدنی ہیں تو سیکرٹری مولانا
سید احمد ہاشمی،

اور آخر میں عبد الماجد صاحب دریابادی کے
مضمون کے چند جملے نقل کر دوں تو خوب ہوگا
وہ لکھتے ہیں،

" اتنے کام مختلف قسم کے اپنے سر لے رکھے
ہیں کہ کوئی ان کی مفصل فہرست ہی بنا دے تو
یہی ایک کمال ہے، مختصر یہ کہ سیاست ملی اور
کلام، تاریخ امت، اور سوانح اکابر، اسرار
شریعت، پر تو خاصا کام کر چکے ہیں، بلکہ بعض پہلوں
کی حد تک تو عربی ادب و انشاء میں بھی پھر
اپنے وصیت نامے کا ذکر ہے جس میں جنازہ
کے لئے ان کا انتخاب کیا ہے اور الحمد للہ یہ مراد
بر آئی"

رہ گئی ابو الحسن علی ندوی کی بجائے علی میاں
کی بات، تو بقول عبد الماجد صاحب"

" دنیا انہیں مولانا ابو الحسن علی ندوی کہہ
کر پکارتی ہے، ہم لوگوں کی زبان پر خالی
علی میاں ہیں عزیزوں سے بڑھ کر عزیز"

وہ تو محبت سے علی میاں کہتے ہم جذبہ احترام
سے بزرگوں کے اسی نام کو استعمال کرتے ہیں
انہیں عزیزوں سے بڑھ کر عزیز تھے تو ہمارا
معاملہ بھی یہی ہے کہ وہ محض ان کے یا ہمارے
عزیز و محبوب نہیں بلکہ " عزیز جہاں ہیں "
اللہ تعالیٰ ان کو خیر و عافیت سے رکھے اور
اور خدمت دینی کی مزید توفیق سے سرفراز
فرمائے آمین، ثم آمین"

بقیہ : احادیث الرسولؐ

ان تمام روایات سے حسن
اخلاق کی قدر و قیمت کا اندازہ
ہوتا ہے جبکہ حضور علیہ السلام کا
اپنا عمل یہ تھا کہ آپ ہمیشہ
ہر ایک سے حسن اخلاق کا مظاہرہ
فرماتے، اپنے تو اپنے تھے بیگانوں
سے بھی آپؐ کا طرزِ عمل مثالی تھا
اور وہ بھی آپؐ کے حسن اخلاق
کے معترف تھے۔ طائف واحد کے
خونی حالات میں آپ نے بددعا
نہیں کی۔ دعا کی اور بد دعا کے
لیے جن لوگوں نے درخواست کی
انہیں جواب دیا کہ میں دنیا میں
رحمت و نرمی کے لیے آیا ہوں
لعنت و ملامت کے لیے نہیں۔
آپ کے قولی و فعلی ارشادات
میں ہمارے لیے انتہائی قیمتی اسباق
ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی روایت تو گویا انتہا
ہے کہ اچھے اخلاق کا مالک
مسلسل روزہ رکھنے والے عابد
کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

(۱) ادارہ کو رقم ارسال کرتے وقت وی، پی، پی کی تاریخ ضرور درج کیجیے (۲) اپنا پتہ مکمل اور صاف صاف لکھیے۔ ڈاک خانہ و ضلع تحریر کیجیے (۳) مستقل خریدار اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں، اس کے بغیر تعمیل حکم مشکل ہے

(۴) پرچہ وصول نہ ہونے کی اطلاع اسی ہفتہ عشرہ میں دیں۔ تاکہ دوبارہ ارسال کیا جا سکے۔

(۵) اگر ایک ہفتے میں خط کا جواب نہیں ملا۔ یا حکم کی تعمیل نہیں ہوئی، تو سمجھیے کہ وہ محکمہ ڈاک کی "نوازشوں" کا شکار ہو گیا۔ لہذا دوبارہ لکھیے، جواب طلب امور کے لیے چالیس پیسے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیے (۶) جو پرچہ وی، پی، پی کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے: مدت خریداری اس شمارے سے تصور نہیں کی جائے گی بلکہ جس تاریخ کو زر سالانہ موصول ہوگا اس تاریخ سے مدت خریداری شروع ہوگی (۷) چٹ پر سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ ایسی صورت میں اگلے سال کی خریداری کے لیے زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجیے۔ بصورت دیگر پرچہ بذریعہ وی، پی ہی ارسال کیا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

(ادارہ)

حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ

کی

عظیم دینی یادگار

ہفت روزہ خدام الدین

عرصہ ۲۵ سال سے دین متین کی ٹھوس خدمت سرانجام دے رہا ہے!

اس کی سرپرستی ہر مسلمان کا دینی و ملی فرض ہے ——

اس فرض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آپ کو کیا کرنا چاہیے؟

- اگر آپ اس کے ایجنٹ ہیں تو بلوں کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں۔
- مستقل خریدار ہیں تو نہ صرف خود اس سلسلہ کو جاری رکھیں بلکہ اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کو وسعت دیں
- آپ صنعت کار یا تاجر ہیں تو اشتہارات دے کر ہم خرما و ہم ثواب کے مزے لوٹیں۔

کارکنان ادارہ خدام الدین لاہور

شانِ رحمت و رافت

تحریر: عبدالرحمن لدھیانوی

ے رحمتِ عالم کی صورت میں ہوا تیرا ظہور
ساری دنیا پر خدائے پاک کا احساں ہے تو

خداوندِ رحمٰن و رحیم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت و رافت کو اس قدر جامع صورت میں پیش فرمایا ہے کہ اس سے بہتر صورت عقل و فہم میں نہیں آتی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "ہم نے اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو تمام عالم کے لیے بلکہ جملہ عالموں کے لیے سراپا رحمت و سرتا پا لطف و رافت بنا کر بھیجا ہے۔"

مسلمانوں کے لیے یہ آیۂ کریمہ اس یقین کے لیے کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سراپا رحمت تھی کیونکہ اس سے زیادہ مستند سند اور اس سے زیادہ مدلّل دلیل القان و ایمان کے لیے ان کے عقیدہ میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سب سے پہلے رحمت و رافت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں۔ کیونکہ جب تک اس کا تعین نہ ہوگا اس کی تعریف بھی نہیں ہو سکتی۔ ایک مفہوم تو یہ ہے کہ مجرموں پر بھی مہربانی کی جائے۔ لیکن یہ بات انصاف کے سراسر خلاف ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے ہمارے سرکار و آقائے دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی آئینہ کی طرح روشن و شفاف ہے۔ زندگی کا ہر گوشہ اور اس کی جزئیات اس طرح دنیا کے سامنے رکھی ہوئی ہیں جس طرح کسی نمائش میں ایک ایک چیز علیحدہ علیحدہ کر کے نمایاں طور پر رکھ دی جاتی ہے دنیا کے کسی رہنما، اوتار یا پیغمبر کو لے لیجیے۔ ان کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات تو مل جائیں گے لیکن جزئیات کا کچھ بھی پتہ نہ چل سکے گا۔

رسول عربیؐ فداہ ابی و امّی کی طفولیت، جوانی اور بڑھاپا سب کے حالات محفوظ ہیں اور ان ہر سہ دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے جملہ مراحل طے فرمائے۔ یتیمی کا دکھ آپؐ نے دیکھا۔ جوانی کے دور سے آپ گزرے۔ بہ حیثیت تاجر کے زندگی کے نشیب و فراز سے آپؐ کو سابقہ پڑا۔ تجرّد کی زندگی آپ نے بسر کی اور متاہل کی زندگی بھی آپؐ نے اختیار فرمائی۔ عزلت و گوشہ نشینی بھی اختیار کی اور جلوت میں مواعظ و مجالس میں آپؐ نے حصہ لیا۔ آپ کو محصور ہو کر زندگی بسر کرنی پڑی۔ قریش آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔

آپؐ نے مجاہدین کی فوج کو منجملہ دیگر رحیمانہ و کریمانہ ہدایت کے یہی ہدایت فرمائی کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اس کو قتل نہ کیا جائے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اس کو بھی قتل نہ کیا جائے، زخمی کو قتل نہ کیا جائے اور اسی طرح قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

فتح مکہ کے وقت آپؐ نے اعلان فرما دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ، اس پر غور فرمایئے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراپا رحمت و رافت نہ تھا؟

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ۔

(سورہ توبہ ۹ - آیت ۱۲۸)

ترجمہ: "تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے جس پر بھاری ہے جو تم کو تکلیف پہنچے، تمہاری بھلائی پر حریص ہے اور ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔"

تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی ان کے دل میں

خاص تڑپ ہے لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں آپؐ
ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر اُدھر سے ہٹاتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ: (۱) اور ہم نے آپؐ کو لوگوں پر رحمت
بنا کر بھیجا ہے۔ (شیخ الہندؒ)

۲۔ اور ہم نے آپؐ کو کسی اور بات کے واسطے
نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی
کرنے کے لیے۔ (مولانا تھانویؒ)

تفسیر

یعنی آپؐ تو سارے جہان کے لیے رحمت
بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر کوئی بدبخت
اس رحمت عامہ سے خود ہی نفع نہ اٹھائے تو یہ اُس
کا قصور ہے۔ آفتاب عالم تاب سے روشنی اور گرمی کا
فیض ہر طرف پہنچتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام
دروازے اور سوراخ بند کرلے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی
آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا — اور
یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقۂ فیض اس قدر وسیع ہے کہ
جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے اس کو بھی کسی نہ
کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔
چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے
اصول کی عام اشاعت ہے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے
مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالےٰ نے
وعدہ فرمالیا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف اس امت
کے کفار کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائیگا۔
میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپؐ جہاد کرتے تھے
وہ بھی مجموعۂ عالم کے لیے سراسر رحمت تھا۔ کیونکہ اس
ذریعہ سے اُس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جس
کے آپؐ حامل بن کر آئے تھے۔ اور بہت سے اندھے جو
آنکھیں بنوانے سے بھاگتے تھے اس سلسلہ میں ان کی
آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی۔
ایک حدیث میں ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْتُلَنَّهُمْ وَلَاُصَلِّبَنَّهُمْ
وَلَاَهْدِیَنَّهُمْ وَهُمْ كَارِهُوْنَ ۔ اِنِّیْ رَحْمَةٌ بَعَثَنِیَ
اللّٰهُ، وَلَا یَتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یُظْهِرَ اللّٰهُ دِیْنَهٗ ۔ (ابن کثیر)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں
میری جان ہے میں ان کو ضرور قتل کروں گا اور
ان کو سُولی دوں گا اور ان کو راہِ ہدایت
بتاؤں گا۔ حالانکہ وہ اسے بُرا سمجھتے ہیں۔
بے شک اللہ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے
اور وہ مجھے وفات نہیں دے گا۔ جب تک
کہ وہ اپنے دین کو غالب کرلے۔"

مزدوروں کے حق میں سب سے پہلی اُٹھنے والی
آواز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھی۔ انہیں محنت
کے تنا سب سے اور پسینہ خشک ہونے سے پیشتر مزدوری
دینے کا حکم بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی
نے دیا۔

غلاموں کو خاندان کا ایک رکن بنا دیا۔ اور ان پر
ترقی کے دروازے کھولنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہی کارنامہ ہے، قبیلوں، خاندانوں اور قوموں کے فرق
کو بھی آپؐ نے مٹا دیا۔ حضورؐ نے بنی نوع انسان کو
اتحاد حقیقی کا پیغام دیا۔ قومیت کے علقوں اور نسل و
جماعتی قیدوں کو توڑا۔ حکم دیا کہ تمام مسلمان خواہ وہ
زبان، نسل، رنگ، قوم اور خاندان کے اعتبار سے کتنے
ہی مختلف ہوں باہم شادیاں کرسکتے ہیں۔ ایک صف
میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ایک ایسی قوم پیدا کی جو کسی
خاص وطن، نسل، رنگ، زبان اور قوم میں محدود نہ
تھی۔ جس کا وطن ساری دنیا اور جس کا مقصد فائدہ رسانیٔ
مخلوق تھا۔ عالمگیر اخوت و محبت کی بنیادیں قائم کرنے والے
آپؐ ہی تھے۔ غلام عورتیں اور مرد ابتداء سے نشانہ مصائب
بنے ہوئے تھے، ان پر ترقی کے دروازے کھولنے والا اور
انہیں آسائش کی زندگی بسر کرنے کے قابل حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بنایا۔ یتامیٰ کی پرورش کو عبادت
قرار دیا۔ انسان کی بہتری کا معیار وہ سلوک قرار دیا جو
وہ شوہر، باپ اور بھائی کی حیثیت میں اپنے گھر والوں
کے ساتھ کرتا ہے۔ جس کا سلوک اقرباء سے ہی اچھا نہ
ہو دوسروں کو اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

انصاف کے معاملہ میں کبھی مسلم اور غیر مسلم کی تمیز
روا نہ رکھی، عیسائی وفد کو اپنے طریق پر مسجد نبوی میں

نماز پڑھنے کی اجازت دے کر بین الاقوامی رواداری کا مظاہرہ کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ یاد رکھو کہ جو شخص غیر مسلم رعایا کے حق میں ناانصافی کرے گا یا عہد کو توڑے گا یا اس سے اُس کی طاقت سے بڑھ کر کام لے گا یا اُس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے گا تو قیامت کے روز میں اس کا دامن گیر ہوں گا۔

اسلام روئے زمین کے کم و بیش تین چوتھائی حصّہ پر حکمرانی کر چکا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی بڑی بڑی اور پُرسطوت حکمرانیاں قائم ہوئیں اور آج بھی ان کی متعدد آزاد حکومتیں موجود ہیں۔ وہ اپنے عہد میں شان و عظمت اور سطوت و جبروت اور فیاضی و رعایا نوازی کا جو ریکارڈ قائم کر گئے۔ وہ بتا رہا ہے کہ فی الحقیقت وہ خیر امت تھے۔ انہوں نے کبھی اپنی رعایا میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز روا نہ رکھی۔ اور اسلام نے انہیں جو سبق پڑھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی نمونہ جو ان کے سامنے پیش کیا انہوں نے اسے ہر حالت میں پیشِ نظر رکھا اور وہ اپنی غیر مسلم رعایا کے حقوق کا بھی ویسا ہی احترام کرتے رہے۔ جیسا کہ اپنی مسلم رعایا کا کرتے تھے۔ اور کیوں نہ کرتے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہی تعلیم دی تھی جو رحمتِ عالم بن کر مبعوث ہوئے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ذمیوں پر ہمارے حقوق ادا کرنے واجب نہیں اور ہمارے لیے ان کے حقوق کی پاسداری ضروری ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جس شخص نے کسی ذمی کو ستایا وہ ہماری جماعت سے خارج ہے۔ کسی ذمی کو کافر اور کوئی کریہہ لفظ کہنے کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو لوگ ذمی ہو چکے ہیں اُن کا خون ہمارا خون ہے اور ان کا خونبہا ہمارا خونبہا ہے۔

پوری دنیا میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی حیثیت کو بلند کیا اور اس وقت کیا جب کہ سب لوگوں پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ ازم مجوسیت اسلام سے بہت پہلے میدان میں آ چکی تھیں۔ ان کی عظیم الشان فرمانروائیاں بھی قائم ہوئیں۔ لیکن عورتوں کی بدبختی اور کس مپرسی کے لیل و نہار وہی رہے۔ بانیٔ اسلام نے میدان میں اتر کر اُن کے گلشنِ آرزو میں بہاریں کھلائیں۔ رومیوں کی تہذیب شہرۂ آفاق ہے لیکن عورت کی حیثیت غلامانہ تھی۔ اس کی کوئی وقعت نہ تھی۔ شوہر کو اپنی رفیقۂ حیات سے سخت سے سخت خدمت لینے، مارنے اور قتل کرنے کا اختیار بھی تھا۔ یونان نے علم و فلسفہ میں انتہائی ترقی کی تھی۔ اس کے باوجود اس کی تہذیب میں عورتیں جائداد منقولہ سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھیں۔ دنیا میں غریب اور کمزور کا کوئی ساتھی نہیں۔ زبردست کمزوروں پر ظلم کر ہی بیٹھتے ہیں اور جب تک کوئی مضبوط اساس قائم نہ کی جاتی۔ اس کا خطرہ باقی ہی رہتا۔ اس نے انہیں مہر کا حق دیا اور اس کی تعداد ان کی مرضی پر رکھی۔

انسان تو انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ شفقت جانوروں کی طرف بھی اٹھی۔ ہر جاندار کی خدمت ثواب ہے۔ کسی نے بلی کو باندھ کر بھوکا مار دیا۔ فرمایا دوزخی ہے۔ کسی نے پیاسے کتے کو پانی نکال کر لا دیا۔ فرمایا اس پر بہشت لازم ہو گئی۔ ارشاد ہے۔ جانوروں سے سلوک کرتے وقت خدا سے ڈرو۔ بے رحمی نہ کرو۔ جنگوں کا مقصد حقوق مظلومین کی حمایت اور فساد و ظلم کا انسداد قرار دیا۔ اور انہی سے لڑنے کا حکم دیا۔ جو مسلمانوں سے لڑیں۔ پھر بھی زیادتی کرنے سے روک دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں حکم دیا۔ کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مذہبی خادموں سے تعرّض نہ کرو۔ شہروں کو تباہ نہ کرو۔ فصلوں کو نہ اجاڑو، معابد کو تباہ نہ کرو، کھیتیاں نہ جلاؤ، الغرض تمام حربی مظالم کا خاتمہ کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہر لحاظ سے دنیا کے لیے آیۂ رحمت تھی۔ آپؐ نے ہر تکلیف اور ہر مصیبت کا خاتمہ کر دیا۔ ہر قوم کے مظلومین کی حمایت کی اور ہر خرابی کو مٹایا۔

برنارڈ شا نے درست لکھا تھا کہ موجودہ انسانی مصائب سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کے ڈکٹیٹر بنیں۔

کل پاکستان سُنّی کونسل

سرپرست: امامِ اہلِ سنّت شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ العالی

○ فلاح اور کامیابی ہر فرد اور ہر قوم کی دلی آرزو ہے۔ اسلام کا نورِ ہدایت فلاح اور کامیابی کا ضامن ہے کیونکہ یہ دینِ فطرت ہے اور اس کے اصولِ فطرت سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔

○ اسلام اس دین کا نام ہے جسے رسول مقبول محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم) لائے اور ان کے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ تمام اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآن حکیم اور سنّتِ رسولؐ ہے اور ان کا صحیح نمونہ صحابۂ کرامؓ ہیں اللہ نے سورہ البقرہ: ۳۷ اور توبہ: ۱۰۰ میں ایمان و عمل کا معیار اصحابِ رسولؐ کو قرار دیا ہے۔

○ بزرگانِ دین سے عقیدت کے ساتھ فرقِ مراتب ملحوظ رکھنا دینی لازمہ ہے (ع گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی) خاتم المعصومین محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین اور افضل العالمین ہیں۔ آنحضورؐ کی زیارت سے آنحضورؐ کے طفیل ایک لمحہ میں جو درجۂ ولایت حاصل ہوتا تھا۔ وہ ہزار برس کے ریاضات و مجاہدات سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ نبوّت کے بعد رتبۂ صحابیت سب رتبوں سے بلند و برتر ہے۔ آنحضورؐ کے صحابی سب کے سب خیرالخلائق اور اولیاء اللہ ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں اصل فضیلت درجۂ قرب کی فضیلت ہے اور اس کا جو درجۂ عالی صحابۂ کرامؓ کو حاصل تھا وہ کسی دوسرے بڑے سے بڑے ولی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس کا نسب بھی کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو۔

○ دس یار عشرہ مبشرہؓ افضل الصحابہ ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ افضل البشر بالتحقیق بعد الانبیاء ہیں ہر صحابی پوری امّت کا امام ہے لیکن سوائے نبیوں کے نہ کوئی شخص مامور من اللہ ہے نہ کسی پر وحی نازل ہوتی ہے نہ کوئی معصوم ہے نہ کسی کی اطاعت مطلق فرض ہے نہ کسی کو تحلیل و تحریم کا اختیار ہے۔ خواہ وہ صحابی ہو یا تابعی، ولی ہو یا مجدّد، مجاہد ہو یا شہید، فقیہ ہو یا امام ـــ مذکورہ بالا سب نبیوں کی خصوصیات ہیں نبیوں کے علاوہ کسی اور شخص میں ان اوصاف و خصائص کا ماننا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ختمِ نبوّت کا انکار اور عقیدہ اجراءِ نبوّت کا اقرار ہے ایسا ماننے والا درحقیقت نہ حضورؐ کو خاتم النبیین مانتا ہے نہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے یہ عقیدہ از سر تا پا باطل اور ضلال مبین ہے

○ قرآن، سنّت اور اصحابؓ کو ماننے والے بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث سب لوگ اہلسنت والجماعت مسلمان ہیں۔

○ اسلامی جمہوریہ پاکستان اللہ کی عظیم نعمت اور مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے۔ حکیمانہ کوشش سے وطن عزیز کو اسلام کا ناقابلِ تسخیر قلعہ بنایا جا سکتا ہے۔

○ سوادِ اعظم اہلسنت کے کندھوں پر اسلام اور پاکستان کے استحکام کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔

○ ہم سُنّی ہیں ہمیں سُنّی ہونے پر فخر ہے سُنّی برادری اپنے اندر عظیم ارتقائی قوت رکھتی ہے۔

لے استحکام دین و وطن کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت سے آراستہ کرنا ہمارا دینی فرض ہے۔

○ گمراہ کن عجمی نظریات نے ہمارے عقائد اور تاریخ و سیر کو مسخ اور ہماری قوتِ عمل کو چھین رکھا ہے۔ ہمارے پاس شعور و آگاہی کی اتنی قوت ہونی چاہیے جو عجمی فکری جارحیت اور تخریب کاری سے ہماری حفاظت کر سکے اور ہمارے لیے تعمیر و ترقی اور فلاح و کامیابی کی راہیں ہموار کر سکے اسلامی عقیدہ و تاریخ کی عظمتوں کا شعور پوری قوم کو متحرک کر سکتا ہے۔

○ سُنّی کونسل علم و حکمت قرآنی، اسوۂ رسول مقبولؐ، سیرِ صحابہؓ اور تاریخ قرونِ اولیٰ کی روشنی پھیلانے، قومی سنّی حمیت، اسلامی سُنّی ذہن و تشخص اور سیرت و کردار کی تعمیر، توحید و تقویٰ اور عقیدۂ جزاء و سزا کی تبلیغ کی راہ پر فتحمندانہ پیش قدمی کر رہی ہے۔

اللہ کی رضا

● اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو مجھے جہنم میں ڈال دے، اگر جنت کے لیے کرتی ہوں تو اس سے محروم کر دے۔ اگر تیرے لیے کرتی ہوں تو پھر میرا بن جا۔

(رابعہ بصریؒ)

تعلیماتِ نبویہ کی پابندی کی آج زیادہ ضرورت ہے

اس دور کا انسان اعلیٰ صفات سے محروم ہو چکا ہے

ایڈیٹر کے قلم سے

حضور رسالت مآب، فخر مرسلین، امام الاوّلین والاخرین، خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس وقت دنیا میں تشریف لائے جبکہ کفر و شرک اور رسوم و بدعات کی اندھیریوں نے پوری طرح اپنا تسلّط جمایا ہوا تھا اور چار دانگِ عالم میں کہیں بھی خالقِ کائنات کے حقوق کو پہچاننے والے اور انسانی اقدار کی حفاظت کرنے والے موجود نہ تھے۔ وحشت و بربریت، درندگی و سفاکی جور و ستم اور غفلت و تعیّش جیسی امراضِ خبیثہ اور مہلکات روحانیہ ربع سکون کو اپنی لپیٹ میں لے کر دنیا کو نقشۂ جہنّم بنائے ہوئے تھیں۔ اس وقت کا ماحول دیکھ کر ایک دیدہ ور آدمی خود بخود اندازہ لگا سکتا ہے کہ نبی امّی علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا سفر کتنا دشوار اور کٹھن تھا لیکن اس نبی رحمت نے جس عظیم استقلال و پامردی سے کام لے کر بساطِ عالم کو پلٹا اور زبردست روحانی قوت سے صفحۂ گیتی کو طمانیت و سکون کا گہوارہ بنایا وہ اسلامی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے۔

آپ کا اندازِ تبلیغ و تعلیم ایسا دل کو لبھا دینے والا تھا کہ بڑے بڑے دشمن بھی کھنچے چلے آتے تھے، درشتی و تنگ مزاجی کا شائبہ بھی نہ تھا۔ آپ سراسر رحمت و رأفت اور مجسم عفو و درگزر تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو دارین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ وَمَا اَرسلنٰک اِلّا رحمۃً للعالمین۔ غمخواریٔ امت کا یہ عالم تھا کہ رات کی تنہائی میں مصلے پر کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے امت کی فلاح کی دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ رکوع و سجدہ اتنا طویل کہ پائے اقدس متورّم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس ذاتِ اقدس و اطہر کو غم ہے تو اسی کا کہ 'ضلال مبین' کی تباہ کن وادی میں گرے ہوئے انسان دینِ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے اور یہ غم اتنا بڑھا کہ اللہ میاں کو فرمانا پڑا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ اگر ایک وقت میں وہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارکہ میں اپنے غفور و رحیم آقا سے سلامتی امّت کی التجائیں کر رہا ہے تو دوسرے وقت بقیع غرقد میں کھڑا کھڑا آنسو بہا بہا کر اس جہانِ رنگ و بو سے جانے والے اہلِ حق کے لیے بخشش و مغفرت مانگ رہا ہے۔

غرضیکہ اس کی پوری زندگی اس کے اپنے الفاظ میں " اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّرَحْمَۃً" کا مصداق ہے۔ کس قدر ناسپاسی اور ستم ظریفی ہے کہ ہم اس محسنِ امّت اور شفیعِ گنہگاراں کے حقوق سے پہلوتہی کریں اور محض زبانی دعویٰ محبّت کے بعد یہ سمجھ لیں کہ حق ادا ہو گیا غلط اور بالکل غلط، اسی قسم کے

بے مغز دعاوی نے پچھلوں کو بھی غارت کیا
اور ہماری بے راہ روی بھی رنگ لایا چاہتی ہے
اگر ہم خلافتِ ارضی کے منصبِ جلیلہ پر پھر
فائز ہونا چاہتے ہیں اور اپنے گرامی قدر اسلاف
کی عظمت و رفعت پھر سے حاصل کرنا چاہتے
ہیں تو نبی امّی کی تعلیم کو اپنائے بغیر ممکن نہیں
آئیں۔ صحبتِ امروزہ میں اس رحیم و رؤف نبی کی
پاکیزہ تعلیم کا مختصر سا حصّہ پڑھ کر اپنی
زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کا عزم بالجزم
کریں۔ تعلیماتِ نبویہ جن کو خود صاحبِ تعلیم نے
جوامع الکلم (مختصر اور پُر مغز جملے) سے تعبیر فرمایا۔
اس قابل ہے کہ ہر مسلمان و مدعی محبتِ رسول
مجتبیٰ اسے حرزِ جاں بنائے کہ دارین کی سعادتوں
سے ہمکنار ہونے کا یہی ایک راستہ ہے مسلمان
کی ترقی اسی پر منحصر ہے ورنہ ....

ے بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(اقبال)

آخری نصیحت

اس مبارک دن جب کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)
وصال کے لیے بیقرار ہو رہے تھے۔ ازواجِ مطہّرات،
پیاری بیٹی اور دوسرے اعزّہ کو ضروری نصیحتیں
فرمائے کے بعد حسب روایت خادم خصوصی حضرت
انس رضی اللہ عنہ آخری نصیحت یہ فرمائی: اَلصَّلٰوۃَ
اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (بخاری) یعنی نماز
کا اہتمام اور خدّام سے حسنِ سلوک! اور بقول اماں
عائشہ رضی اللہ عنہا اس نصیحت کو بار بار دہرایا
(خصائص الکبریٰ جلد ۲) مقامِ غور ہے کہ کتنا اہتمام
ہے نماز کا۔ دمِ واپسیں اس کی تاکید کی جا رہی
ہے۔ نماز ایک ایسی چیز ہے جو سفر و حضر، بیماری
و صحت، تنگدستی و خوشحالی اور جنگ و امن غرض کسی
حالت میں بھی معاف نہیں۔ لیکن آہ ہماری غفلت
و سستی اور بے راہ روی نے یہ گل کھلائے کہ
آج اس فریضۂ خداوندی سے الٹا مذاق ہے اور
من مانی "تاویلیں"! لیکن ے

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلین پرسش نماز بود

کو ہم بھول گئے۔ خدا ہم پر رحم فرمائے اور ساتھ
ہی خدام سے حسن سلوک کی تلقین ہو رہی ہے۔
ایک پہلو یہ ہے اور دوسری طرف ہر مسلمان اپنے
گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ وہ "خدام" کا کس
طرح خون چوس رہا ہے۔ کس طرح انہیں اپنی اغراضِ
نفسانیہ اور خواہشاتِ مذمومہ کی بھینٹ چڑھا رہا
ہے۔ شاید کہ ہم لوگ

ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کے مطابق روزِ جزا کو بھول گئے۔ جس دن ہر
طرح کی اونچ نیچ ختم ہو جائے گی۔ ایک اور
صرف ایک بلند و بالا ہو گا۔
لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ! خونِ انسانیت چوسنے
والے اس دن کیا جواب دیں گے؟

انسانی شرافت و حرمت

"لوگو تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری
عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ
تم آج کے دن کی (یوم عرفہ) اس شہر کی (مکہ) اور
اس مہینہ کی (ذوالحجہ) حرمت کرتے ہو۔ لوگو!
عنقریب تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔
اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال
فرمائے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ
ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

(خطبہ حجۃ الوداع بخاری عن ابی بکرۃؓ)

خونِ انسانیت سے ہولی کھیلنے والے
سفاکی و درندگی کا وطیرہ اختیار کرنے والے دشمنانِ
خون و حرمت انسانی، نبی رحمت کے ارشاد
کو غور سے پڑھیں اور اپنی روش پر غور کریں۔
کہیں ایسا تو نہیں کہ مدعیان تہذیب و دانش اپنے
آپ کو جہنم کی دائمی و ابدی آگ کے لیے تیار
کر رہے ہیں؟۔

جنّت کا آسان نسخہ

لوگو نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے۔
اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب
سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پنجگانہ
نماز ادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے
روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت دلی
خوشی کے ساتھ دیا کرو، خانۂ خدا کا حج بجا لاؤ۔
اور اپنے اولیاء امور و حکام کی اطاعت کرو جس
کی جزا یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کے فردوس
بریں میں داخل ہو گے۔

(ابن عساکر و ابن جریر)

شرافت امت کے بیان کا کیسا خوش کُن
انداز ہے کہ میں بھی آخری تم بھی آخری۔ لیکن یہ
شرافت و عہد تبھی قائم رہ سکتی ہے کہ اپنے
خالق کے حقوق و فرائض کو بجا لاؤ اور جنّت
کے مستحق بنو ورنہ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ کی سنّتِ الٰہیہ بھی موجود ہے۔ کاش
کہ راگ و رنگ کی محفلیں جمانے والے اور طاؤس
و رباب کے نشہ میں مخمور مسلمان آنیوالے دن کی
ہولناکی سے ڈریں اور فردوسِ بریں کے وارث بننے
کے لیے نسخۂ محمدی پر عمل کریں۔

شرک کا قلع قمع

شرک ایک ایسا جرم ہے جس کی خدا کے
یہاں معافی نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ
بِهٖ الآیۃ۔ تاجدار ختم نبوت نے اس فعل شنیع
سے امت کو بچانے کے لیے جس قدر اہتمام
فرمایا۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

ان یہودیوں اور نصرانیوں پر اللہ لعنت کرے
جنہوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

(بخاری و مسلم عن عائشہ)

اور میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجیو کہ
اس کی پرستش ہوا کرے۔ (موطا امام مالک عن عطاء بن یسار)
انداز تبلیغ ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح جڑ کاٹی جا
رہی ہے۔ حقوق الٰہی کی حفاظت کا کتنا خیال ہے؟
اور پھر اپنے حال پر نظر کریں کہ کس طرح
جھوٹے "مدعیان محبت" اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
اِلٰهَهٗ هَوَاهُ" کے مطابق وعید الٰہی کے مستحق
ہو رہے ہیں۔ آج محبت نبوی کو ہم نے ایک
نمائش سمجھ لیا اور اس کا اظہار گلی کوچوں اور
بازاروں میں کیا۔ حالانکہ تقاضے کچھ اور تھے۔

خادم کا مقام

اسلام ہی واحد مذہب ہے جس نے زیردستوں
کو زبردست، کمزوروں کو طاقتور بنایا، رنگ و نسل
کے بتوں کو توڑا، غلام و آقا کا فرق مٹا کر اخوت
و موانست کا ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم کیا۔ خادم
کو وہ مقام بخشا کہ بے ساختہ قربان ہونے کو
جی چاہتا ہے۔ تفصیلات کا وقت نہیں ایک
سرسری نگاہ ڈالیں دس سال خادم انس رض کو کبھی
یہ نہ کہا کہ یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا؟ حتیٰ
کہ اُف (اونھ) تک نہ کی اور اس سے بڑھ
کر ان کے مال و اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔
(بخاری عن انس رض) یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے
بادۂ غفلت میں سرشار اور دین حق پر پھبتیاں

کہنے والوں نے کبھی یہ تماشا بھی دیکھا؟

خدمتِ والدین

والدین کتنے بڑے صاحبِ حق ہیں کہ حضرت حق نے اپنی توحید کے ساتھ جابجا ان کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ تہذیب فرنگ کے متوالے آج جس طرح حقوق والدین کو پامال کر رہے ہیں۔ اس پہ جتنے آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ یتیم مکہ کی زبان سے مقام والدین سنیں اور دیدۂ بینائی خدا سے توفیق مانگیں۔

ایک صاحب جہاد کی اجازت چاہتے ہیں اور ارشاد ہوا والدین زندہ ہیں۔ عرض کی۔ جی ہاں۔ فرمایا انہیں کی خدمت کرو۔ (بخاری کتاب الادب)

امداد باہمی

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے اس کو نبی آخرالزمان نے جس جامعیت سے بیان فرمایا سنیں:

ایک مومن دوسرے کے لیے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹیں کہ ایک کو دوسرے سے قوت ملتی ہے۔ پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ یعنی مومن ایسے ملے جلے رہتے ہیں۔ (بخاری عن ابی موسیٰ) ہم نے ذہنی گھوڑے دوڑا کر دور از کار چیزوں کو امداد باہمی کا نام تو دے لیا کہ مسلمان بھائی کی تکلیف میں شرکت کو بھول گئے الٹا خوشی کے ڈونگرے برسانا ہمارا شیوہ ہو گیا آہ؟

ایمان کا کمال

فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے (بخاری کتاب الایمان) اور حالت یہ ہے کہ فکر ہے تو اسی کی کہ کس طرح دوست نما دشمن بن کر بھائی کا گلا کاٹیں اچھی پسند تو درکنار۔

؎ قوت نیکی نہ داری بد مکن پر بھی عمل نہیں۔

حقیقی مسلمان

فرمایا وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ (بخاری کتاب الایمان) اس کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہے "مومن کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کفر ہے۔" اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ستم تو یہ ہے کہ زندوں کو چھوڑ کر مردوں بلکہ حیاتِ جاوداں کے مالک اسلاف امت پر طعن و تشنیع اور پھر دعویٰ کہ ہم "اصلی مسلمان" ہیں۔

پسندیدہ اعمال

نبی رحمت سے سوال ہوا کہ اللہ کے نزدیک محبوب اعمال کونسے ہیں۔ فرمایا جس پر دوام کیا جائے۔ اگرچہ کم ہی ہو۔ یعنی اعمال نافلہ میں افراط و تفریط سے کام نہ لینا چاہیئے۔ کسی منضبط اصول کے تحت دائمی طور پر روح کی بالیدگی کے لیے کچھ نہ کچھ ہونا چاہیئے۔ یہ ٹھیک نہیں کہ جی میں آیا تو گوشہ نشین ہو گئے اور جب مزاجِ اقدس "لور" ہوا تو سب کچھ بھول گئے۔ آگے۔ وضاحت فرمائی کہ عمل عبادت اتنا ہی کیا کرو جتنا بآسانی کر سکو۔ (بخاری کتاب الرقاق) کتنا خیال تھا امت کا اور کتنی شفقت تھی اپنے نام لیواؤں پر! اگر ہم ان قدسی صفت بزرگ کے حقوق ادا نہ کریں تو ہم سے بڑا ظالم کون ہے؟

محنت کی تعریف مانگنے کی برائی

اللہ میاں کو محنت بہت پسند ہے اور اس کے مقابلہ میں بھیک سے سخت نفرت! نبی امی علیہ السلام نے ریوڑ چرائے، تجارت کی اور سبھی کام کئے۔ امت کو ہدایت فرمائی۔ لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر لانا اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے اور لوگ اسے دیں۔

(بخاری عن ابی ہریرہؓ)

امداد گداگری کے لیے اخباری بیانات بے سود ہیں۔ بلکہ فی الواقع مستحقین کے لیے شرعی بیت المال تیار کرنا اور امراء رؤسا کی تجوریوں سے حق الہٰی وصول کرنے، اس کے بندوں میں تقسیم کرنا اور پیشہ ور گداگروں کی اصلاح ضروری ہے۔ لیکن خود محنت سے جی چرانے والے اور قوم کے خون پسینہ کی کمائی سے محافل تعیّش منعقد کرنے والے ایسا کیوں کریں؟

اخلاق رزیلہ سے نہی

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عالمی بھائی چارہ قائم کیا اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ اور اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ جیسے اصول ارشاد فرمائے اور تمام انسانوں کو بمنزلہ اجزائے جسم واحد دیکھنا چاہتا ہے حقوق العباد سے غافل ہو کر کوئی بھی مقام تقویٰ پر سرفراز نہیں ہو سکتا۔ اسلام جہاں بھائی چارے کا حکم دیتا ہے وہاں ان اسباب کا بھی قلع قمع کرتا ہے۔ جو اس برادری کے تعلقات بگاڑنے کا سبب ہے۔ ارشادِ نبوی ہے! خبردار بدگمانی کو اپنی عادت نہ بنانا۔ بدگمانی میں تو جھوٹ ہی جھوٹ ہوتا ہے۔ بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ۔ اوروں کے عیب تلاش نہ کرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو، کسی سے روگردانی نہ کرو، اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ جیسا کہ تم سب اللہ کے بندے ہو۔

(بخاری کتاب الفرائض)

کتنی پاکیزہ تعلیم ہے، کیا خوش کن انداز بیاں ہے، اخوت و مودت اور اصلاح و فلاح کا کیا نسخہ ہے کہ

کاش راہ پہ آ جائے کارواں بھٹکا ہوا

مہمان اور ہمسایہ کا حق

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دیا کرے اور مہمان کی عزت کرے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

پڑوسیوں کو ستانا اور پریشان کرنا ملعون آدمی کا کام ہے۔ اس معاملہ میں شرعی احکامات بڑے سخت ہیں۔ ایسے ہی "اکرام ضیف" نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ کوئی ہو۔

کلام و سکوت

فرمایا خدا و آخرت پر ایمان رکھنے والے پر لازم ہے کہ بولے تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

(بخاری کتاب الرقاق)

کیسی جامع تعلیم ہے مسلمان کے مُنہ سے اچھی بات نکلے۔ لاف و گزاف بکنا شیوہ اہلِ ایمان نہیں۔ راست گوئی و امتیازی اہلِ ایمان کے لیے لازم ہے کہ یہی سعادتوں کا سرچشمہ ہے۔

خدام الدین میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مدرسہ مفتاح العلوم آہنیگراں مستونگ

تقریباً سولہ سال سے قرآن مجید حفظ و ناظرہ، اور درس نظامی کے شعبہ جات۔
میں دینی علوم کی خدمات سرانجام دے رہا ہے
تین محنتی اساتذہ کی نگرانی میں اوسطاً ۳۵۔ بیرونی طلبہ استفادہ کرتے ہیں کوئی
مستقل آمدنی یا سفیر نہیں۔ اہل ثروت کام ملاحظہ فرماکر دست تعاون بڑھا سکتے ہیں۔

مولانا محمد صدیق مہتمم، مفتی عبدالستار ناظم مدرسہ مفتاح العلوم آہنیگراں مستونگ ضلع قلات

ساہیوال میں

ہر قسم عطریات اور

سامان منیاری کا

مرکز

خالد عطر ہاؤس

چوک صدر بازار ساہیوال

قاسمی دواخانہ

چوک امام صاحب سیالکوٹ

ہر قسم مشروبات، عرقیات، مربہ جات۔

ہمدرد دواخانہ، قرشی دواخانہ، اجمل دواخانہ

کی سربند ادویات، تھوک و پرچون حاصل کریں

پروپرائٹر محمد انور قاسمی

آپ خدام الدین کے کس طرح تعاون فرما سکتے ہیں؟

اگر آپ اہل قلم ہیں

اپنی نگارشات اشاعت کے لیے بھیجئے۔ اس سلسلے میں "خدام الدین" کے مزاج اور درخشاں روایات سے واقفیت ضروری ہے۔

اگر آپ قاری ہیں

تقسیم کار کو بر وقت قیمت ادا کریں۔ اپنے حلقہ احباب میں پرچہ متعارف کروائیں۔ اور ہمیں اپنی رائے سے نوازیں۔ آپکی تجاویز اور مشورے ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

اگر آپ تقسیم کار ہیں

ہر ہفتے بروقت پرچہ تقسیم کریں، ہر ماہ دس تاریخ تک بل ادا فرمائیں اور ہمیں اپنی شکایت سے باخبر رکھیں۔

اگر آپ تاجر یا کارخانہ دار ہیں

خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں آپ کا محبوب دینی جریدہ، الحمدللہ ملک میں اور بیرون ملک قارئین کا وسیع تر حلقہ رکھتا ہے۔ اپنے اپنے شہر کے دینی، تعلیمی، سرکاری اداروں اور لائبریریوں میں پرچہ جاری کروائیں۔

ہر وہ شخص جو خدمت دین کا مخلصانہ جذبہ رکھتا ہے خدام الدین سے تعاون کر سکتا ہے۔

المشتہر: ادارہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

ادارہ "خدام الدین" کے سرکولیشن مینجر

احسان الواحد

مختلف اضلاع کے دورہ پر ہیں

ادارہ

بس ویگن، جیپ، کار کے لئے۔۔۔۔۔۔

فاضل پرزہ جات

کمانی، پٹہ جات وغیرہ — بہترین کاریگر کی

اعلیٰ معیاری کوالٹی — مناسب نرخوں پر

خریدنے کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں

بھٹی آٹو سٹور اندرون میونسپل بس سٹینڈ میاں چنوں، پروپرائٹر لال خان بھٹی